کی دوسری یونیورسٹیوں سے موازنہ کرتے ہوئے مسلم یونیورسٹی میں نظم وضبط اور ڈسپلن کی بڑی تعریف کی۔ یہاں مختلف المذہب ، ملکی اور غیر ملکی طلبا جس محبت اور یگانگت کے ساتھ رہتے ہیں اسکو انھوں نے سیکولرزم کا نہایت خوشگوار نمونہ قرار دیا۔ اور فرمایا کہ "اگر ملک میں کوئی یونیورسٹی خود مختاری AUTO NO MY کی مستحق ہے تو وہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ہے"۔ اب جن سنگھ اپنے گریبان میں منھ ڈال کر دیکھے :" زشت روی سے تری آئینہ ہے رسوا تیرا"

افسوس ہے پچھلے دنوں مولانا لقاء اللہ صاحب عثمانی کا ان کے وطن پانی پت میں انتقال ہوگیا۔ عمر اگرچہ اسی برس سے زیادہ تھی لیکن قویٰ اچھے تھے۔ شب کے آخری حصہ میں ان پر دل کا دورہ پڑا اور صبح تک مرغ روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا تحریکِ خلافت اور پھر تحریک آزادی دونوں کے ممتاز زعما میں تھے اور اس جرم میں عمر کے سات برس قید وبند کی سختیاں برداشت کر چکے تھے۔ ان کا ساجری، بے خوف اور بے لوث ہونا سخت مشکل ہے ستمبر ۱۹۴۷ء کا تصور کیجئے۔ ملک کو تقسیم ہوئے ابھی دو ہفتے ہوئے ہیں پورا مشرقی پنجاب قتل وغارت گری کی آگ میں جل رہا ہے اور پانی پت بھی اس سے مستثنیٰ نہیں مسلمان قافلہ در قافلہ روانہ ہو رہے ہیں یہانتک کہ شام آئی جب کہ پورے پانی پت میں صرف ایک مولانا تنہا مسلمان رہ گئے۔ عزم واستقلال اور پھر مخلصانہ خدمتِ خلق کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ مسلمان کی صورت تک دیکھنے کے روادار نہ تھے وہ بھی مولانا کے گرویدہ اور خدمت گذار ہو گئے۔ طبعاً نہایت شگفتہ مزاج اور عملاً بڑے عابد و مرتاض تھے۔ مجھ پر ہمیشہ بڑی شفقت فرماتے تھے۔ چند برس ہوئے علی گڑھ اپنی آنکھ بنوانے کی غرض سے آئے ہوئے تھے اور اپنے ایک عزیز کے ہاں مقیم تھے۔ میں حاضر ہوا تو حسبِ معمول غیر معمولی شفقت بزرگانہ کیساتھ پیش آئے۔ اور جس چارپائی پر وہ بیٹھے تھے میں اس کی پائینتی کی جانب بیٹھنے لگا تو فرمایا کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا اور ہاتھ پکڑ کر زبردستی سرہانے بٹھایا۔ میں نے عرض کیا حضرت! آج یہ خلافِ معمول اس درجہ تکلف کیوں؟ چمک کر جواب دیا "ہوں! تمہاری کتاب صدیق اکبر اللہ کے ہاں مقبول ہو گئی ہے اور یہ مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے تو کیا اب بھی میں تمہاری تعظیم نہیں کروں گا" اللہ اللہ! اب ایسے بزرگ اور سلف صالحین کے صحیح نمونے کہاں ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین۔